بسم اللہ الرحمن الرحیم　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم　وعلی عبدہ المسیح الموعود

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دفتر مجلس انصاراللہ بھارت

Office Of The Majlis Ansarullah Bharat

Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA

Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com

Ref/حوالہ نمبر ____________　　Date/تاریخ ____________

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات نیز اپنی جماعت کو عجز وانکسار اختیار کرنے کی نصیحت

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 29/مئی 2026ء (۲۹؍ہجرت ۱۴۰۵ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عاجزی اور انکساری کے واقعات اور اپنی جماعت کو عاجزی وانکساری اختیار کرنے کی نصیحت کے متعلق آج کچھ بیان کروں گا۔ آپؑ کی عاجزی کو دیکھتے ہوئے خود اللہ تعالیٰ نے اس کی سند آپؑ کو عطا فرمائی۔ ۱۸؍مارچ ۱۹۰۷ء کو آپ علیہ السلام کو الہام ہوا کہ تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکّل اور ایثار اور آیات اور انوار کی رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہیں۔ گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد کے یعنی ایک ہی طرح کا اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یوں کہ مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع تھی اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت (مسیح موعودؑ) کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؑ نے حقیقۃ الوحی کے لکھنے اور پروفوں کے بار بار پڑھنے میں بہت تکلیف اٹھائی ہے اور اس لیے حضورؑ کی طبیعت بھی خراب ہوتی رہی ہے۔ اس لیے اب چند دن

حضورؑ بالکل آرام فرمائیں۔ حضورؑ نے جواب دیا ہماری محنت ہی کیا ہے، ہمیں تو شرم آتی ہے جب صحابہ رضوان اللہ علیہم کی محنتوں کی طرف نگاہ کرتے ہیں کہ کس طرح خوشی کے ساتھ اُن لوگوں نے خدا کی راہ میں اپنے سر بھی کٹوا دیے۔

ایک جگہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مَیں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری طبیعت اور فطرت میں ہی یہ بات نہیں کہ مَیں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہش مند پاؤں، اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ مَیں ہمیشہ انکسار اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا رہا لیکن یہ میرے اختیار اور طاقت سے باہر تھا کہ خدا تعالیٰ نے خود مجھے باہر نکالا اور جس قدر میری تعریف اور بزرگی کا اظہار اُس نے اپنے کلام میں جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے کیا ہے۔ یہ ساری تعریف اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ہے۔

ایک آسٹریلین نَومسلم محمد عبدالحق صاحب کو آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ تمام تکلّفات جو کہ آج کل یورپ نے لوازمِ زندگی بنا رکھے ہیں اُن سے ہماری مجلس پاک ہے، رسم و عادت کے ہم پابند نہیں ...... کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: عاجزی اختیار کرنی چاہیے، عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے، اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ فرمایا: مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں ...... اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں۔ سو مَیں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیے نجات تیار کی گئی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو جلسے کے دنوں میں آگے کرسیوں پر بیٹھنے کی خواہش ہوتی ہے یا گرین ایریا وغیرہ میں بیٹھنے کی خواہش کی جاتی ہے۔ قریب ہو کر خلیفہ وقت کی بات سننے کے لیے تو یہ خواہش ٹھیک ہے مگر بعض دفعہ اس میں انائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ اس سے انتظام کرنے والوں کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ: انسان کو چاہیے کہ جب کہیں جاوے تو سب سے نیچی جگہ اپنے لیے تجویز کرے۔ اور اگر وہ کسی اور جگہ کے لائق ہوگا تو میزبان خود اسے بلا کر جگہ دے دے گا۔

فرمایا: کوئی شخص محبتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں۔ اوّل تکبر کو توڑنا ... دوسرا یہ کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں ... جو موجب گندگی اور الٰہی نارضامندی کے تھے وہ تمام ٹوٹ جائیں۔

فرمایا: جو بیعت کے ساتھ نفسانیت رکھتا ہے اُسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع تم کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامتِ اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ یہ شامت اعمال ہی ہے جو بڑائی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آ جاتی ہے۔ اللہ کی راہ

میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ پھر عاجزی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ابھی تک بہت سے آدمی جماعت میں ایسے ہیں کہ تھوڑی سی بات بھی خلاف نفس سن لیتے ہیں تو ان کو جوش آجاتا ہے۔ حالانکہ ایسے تمام جوشوں کو فرو کرنا بہت ضروری ہے تاکہ حلم اور بردباری طبیعت میں پیدا ہو۔ دیکھا جاتا ہے کہ ایک ادنیٰ سی بات پر بحث شروع ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو مغلوب کرنے کی فکر میں ہوتا ہے کہ کس طرح مَیں فاتح ہو جاؤں۔ ایسے موقع پر جوش نفس سے بچنا چاہئے اور رفع فساد کے لئے ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں دیدہ دانستہ خود ذلت اختیار کر لینی چاہئے۔ اس امر کی کوشش ہرگز نہ کرنی چاہئے کہ مقابلے میں اپنے دوسرے بھائی کو ذلیل کیا جائے۔ اگر ہم اس کا جائزلیں اپنی زندگی میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ جھوٹی غیرت رکھتے ہیں اور انا پائی جاتی ہے اس لئے جھگڑے بھی بڑھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے تو اس سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعض تو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں غلط رنگ میں بعض دفعہ شکایات کر دیتے ہیں کہ ہماری فلاں جگہ لڑائی ہوئی تھی فلاں جگہ اس نے مجھے برا کہا تھا تو اب میں اس کو کسی طرح غلط طریقے سے بھی اس کو کسی غلط مقدمے میں یا کسی سزا میں ملوث کرنے کی کوشش کروں۔

فرمایا: متکبر خدا کے تخت پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ پس اس قبیح خصلت سے ہمیشہ پناہ مانگو۔ خدا تعالیٰ کے خواہ تمام وعدے تمہارے ساتھ ہوں۔ وعدوں کے باوجود عاجزی دکھاؤ کیونکہ فروتنی کرنے والا ہی خدا کا محبوب ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضور علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ حضور! حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں نے بکریاں چَرائی ہیں۔ کیا کبھی حضورؑ نے بھی چَرائی ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! مَیں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا۔ اس نے کہا مَیں ایک کام جاتا ہوں آپ ذرا میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اس کی بکریاں چَرانی پڑیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کو گھر کا کوئی کام کرنے سے کبھی کوئی عار نہ تھی۔ چارپائیاں خود بچھا لیتے، فرش کر لیتے۔ بستر ا کر لیا کرتے۔ جس طرح کا کھانا بھی ہوتا آپؑ کھا لیا کرتے تھے۔ آپؑ نے کبھی تُو کہہ کر بات نہیں کی، ہمیشہ ’جی‘ کہہ کر بات کرتے۔ آپؑ میں تکبّر نام کا بھی نہ تھا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جب نئے نئے دہلی سے علم حاصل کر کے آئے تو اُس زمانے میں حضورؑ کے ساتھ اُن کا ایک مباحثہ ہوا جس میں حضورؑ نے مولوی صاحب سے ابتداءً اُن کے عقائد کی بابت سوال کیا۔ جب مولوی صاحب نے اپنے عقائد بتائے تو حضورؑ نے فرمایا کہ مَیں آپ کے عقائد میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں پاتا لہٰذا آپ سے بحث کی

کوئی ضرورت نہ ہے۔ جو لوگ حضورؑ کو لے کر گئے تھے وہ بہت پریشان ہوئے کہ اس طرح تو ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔ مگر حضورؑ نے جھوٹی عزّت کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ حضورؑ نے خود فرمایا ہے کہ مولوی صاحب کے عقائد سُن کر، چونکہ اُن میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہ تھی، اس لیے خاص اللہ کے لیے بحث کو ترک کیا گیا۔ اُس رات اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا: تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

آپؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو لکھے گئے ایک خط میں اپنی نہایت عاجزی کا اظہار فرمایا ہے۔ آپؑ نے لکھا کہ یہ عاجز ایک اُمّی اور جاہل آدمی ہے، نہ عبادت ہے نہ ریاضت ہے۔ نہ علم ہے نہ لیاقت ہے۔ غرض کچھ بھی چیز نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امر تھا، اور قطعی ویقینی تھا جو اس عاجز نے پہنچا دیا، ماننا نہ ماننا اپنی اپنی رائے اور سمجھ پر موقوف ہے۔

جب حضورؑ نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو مولوی محمد حسین بٹالوی نے سخت مخالفت کی۔ بڑے ناشائستہ خطوط لکھے۔ اپنے رسالے اشاعۃ السنہ میں بھی آپؑ کے لیے خلافِ تہذیب الفاظ استعمال کرنا شروع کر دیے۔ اس سب کے باوجود حضورؑ نے حلم، تحمل اور عجز وانکسار کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔

ایک خط میں حضورؑ نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو لکھا کہ مجھے فتح وشکست سے کچھ تعلق نہیں بلکہ عبودیت واطاعت حُکم سے غرض ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس خِلاف میں (مولوی صاحب کی) نیت بخیر ہوگی لیکن میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ اوّل مجھ سے بات چیت کر کے اور میری کتابوں کو یعنی رسالہ ثلاثہ فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام کو دیکھ کر کچھ تحریر کریں۔ مجھے اس سے کوئی غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں۔ یہ مخالفتِ رائے بھی حق کے لیے ہوگی۔

ایک اَور خط میں آپؑ نے مولوی صاحب کو لکھا کہ میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصول میں سے جس قدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلّل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے ایسا کوئی شعبہ اس کو خُلق کا پسند نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ: آپ علیہ السلام کا ہر قول وفعل عاجزی کے اظہار سے بھرا ہوا تھا۔ صرف ایک جستجو تھی اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو، اس کی وحدانیت کو دنیا میں پھیلایا جائے۔ ہمیں بھی حضورؑ نے یہی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَ ادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔